سلسلۂ مکاتیب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ

انتخاب وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مکتوب مولانا محمد بدرِ عالم میرٹھیؒ بنام حضرت بنوریؒ

محترم بندہ جناب مولانا یوسف صاحب دام فضلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہوا، مشکور فرمایا، خدا تعالیٰ آپ کے کلمات مبارک فرمائے، جو شروح آپ نے لکھیں کس کی ہمت، پھر کس کو فرصت ہے کہ ان کا مطالعہ کرسکے۔ ''کرمانی'' کی شرح گو طبع ہوگئی ہے، مگر محدث' حافظ جیسے نہیں ہیں۔ حافظ کی کتاب سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے، جو گرفتیں انہوں نے فرمائی ہیں ان سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ عارف ابن ابی جمرۃ کی کتاب سطحی دیکھی، زیادہ حصہ لطائف پر مشتمل ہے، دعا کیجیے کہ ''فتح''، ''عمدہ'' جستہ جستہ اگر نظر سے گزر جائے بڑا مالِ غنیمت ہاتھ لگ جائے، فوائد سے کبار کے کلمات کب خالی ہوسکتے ہیں، مگر مشہور ہے: ''طلب الکل فوت الکل''، یہ حقیر ہمیشہ سے کم ہمت رہا اور اب تو کچھ صحت، کچھ حوادثِ عمر اور عدمِ مساعدتِ زمان نے بقیہ ہمت بھی شکست کردی ہے، ہماری ساری عمر کی محنت کل یہ قیمت رکھتی ہے کہ جب چاہے جی چاہے اور جس کا جی چاہے چند دراہمِ معدودہ یا مغشوشہ کے عوض دے کر خرید لے، اور پھر اس پونجی کو جب چاہے ذرا سی بات پر مٹی میں ملادے۔

... کے تجربہ نے میرے خیالات پر بہت اثر کیا ہے اور اس کے بعد پھر میرا ملازمتِ مدرسہ کرنا تعجبات سے خالی نہیں ہے۔ مئو کی زیادہ روشن ملازمت کا ترک کرنا اور پنجاب کی ملازمت کا اس سے کم پر اختیار کرنا کچھ ایسے ہی تأثرات کے تحت ہے، یہاں بھی صرف ایک سال کے لیے تصریح کرکے ملازمت قبول کی ہے، اگر کچھ بیّن فائدہ نظر آیا تو خیر! ورنہ شبعِ بطن درکار ہے، وہ گھر کے قرب میں بھی ناپید نہیں۔

عمر تھوڑی ہے، حسرت وارمان نکل چکے ہیں، ماحول کے تجربات نے جذبات ختم کردیے

ہیں، اور آخر مجبور ہوکر تقدیر پر راضی ہونے کے لیے دل تیار ہے۔ خدا آپ کا حامی ہو اور آپ کے علمی فوائد سے مستفیض کرے، آپ کو اُمت کے لیے نافع بنائے اور افادہ واستفادہ کی بیش از بیش ہمت دے:

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیماں کہ بس
ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہوں گے

یہاں بحمداللہ! مدرسہ میں جسمانی ہر قسم کا آرام میسر ہے، اور اگر اصحابِ اقتدار وریاست کا اعزاز‘ علماء کے لیے کچھ باعثِ مسرت ہو تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے محروم نہیں فرمایا۔ دعا کیجیے کہ طلبہ، اہلِ علم جمع ہوں اور اس ریگستان میں کوئی علمی فضا پیدا ہوجائے۔

ڈابھیل سے میرا آنا اور پھر یہاں آکر متفرق حالات میں صبح وشام ادھر اُدھر بسر کرنا، پھر اس نوع کے مشاغل سے علیحدگی ایسے اسباب تھے کہ بہت سے ضروری امور فراموش ہوتے رہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو مضمون آپ کے پاس نہیں رہا کسی اور صاحب کے پاس رہا، گاہ گاہ خیریت سے مطلع فرماتے رہیں، اور بدعلم اور صرف بدعلم آپ کی قدر، بلکہ یاد بھی دل میں رہتی ہے۔ عزیزہ عائشہ اور اس کے نوزائیدہ بھائی (۱) کو بہت بہت پیار۔ فقط

بندہ حقیر محمد بدرِعالم عفی اللہ عنہ
مدرسہ جامع العلوم بہاولنگر
۹ ذیقعدہ ۶۳ھ/ ۱۲۶/ اکتوبر ۴۲ء جمعہ

مکتوب مولانا محمد بدرِعالم میرٹھیؒ بنام حضرت بنوریؒ

بندہ حقیر محمد بدرِعالم عفا عنہ
۲۳ فروری ۴۸ء
مکرم ومحترم جناب مولانا محمد یوسف صاحب دام مجدہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی موصول ہوا اور اس سے قبل ایک ملفوف موصول ہوا تھا، آپ کے خط سے تیار شدہ ملبوسات پہنچ جانے کا علم ہوا.... صاحب کو میرا پتہ نہ لگ سکا، اس لیے آپ کا مکتوب ملنے پر احقر خود ان کا پتہ لگانے کے لیے نکلا، جو یندہ یابندہ ان کا پتہ لگ گیا، کپڑے موصول ہوگئے، علی شرط الشیخین تھے،

حاشیہ: (۱) حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے صاحبزادے محمد الیاس کا تذکرہ ہے، جو ڈابھیل میں پیدا ہوئے اور اسی دور میں لگ بھگ تین برس کی عمر میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے تھے۔

میں تو ابن ماجہؒ کی شرط پر بھی راضی تھا، آپ نے یہ کرم کیا کہ اس قحط کے زمانہ میں بہتر سے بہتر کپڑے مہیا کر دیئے، بڑی اعتنا فرمائی، بڑی زحمت گوارا کی، **جزاکم اللّٰہ تعالٰی خیر الجزاء.**

حاجی محمد صاحب نے اگر قیمت ادا کر دی تو مضائقہ نہیں: ''**ما أوتيتَ من غير إشراف نفس فخذه**'' اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے دونوں کے حق میں مبارک فرمائے۔ سب کپڑے جنس و نوع اور کم و کیف ہر اعتبار سے نہایت موزوں تھے، اور کمال یہ کہ میرے جسم کے بالکل برابر تھے۔

کتاب کا نام ''(**جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثاً من)جوامع الکلم لابن رجب الحنبلیؒ**'' ہے، یہ کتاب نوادر میں سے نہیں، نہ غیر معروف ہے، البتہ لوگوں نے عام طور پر اس سے کم استفادہ کیا، احقر نے اس کتاب کو بغور دیکھا اور بہت سی معلومات ایسی ہاتھ آئیں جو دوسری بڑی شروح میں ہاتھ نہ لگ سکیں، معلوم نہیں کہ آپ کے مذاق کے مطابق ہوگی یا نہیں!

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی منتشر تحقیقات جو''**کتاب الإیمان** '' سے مفہوم نہیں ہوسکتیں، اس کتاب سے بخوبی حل ہو جاتی ہیں۔ درس میں عمرِ عزیز کا اکثر حصہ صرف کرنے کے بعد شروحِ حدیث میں میرا مذاقِ طبیعت بدل چکا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ کے آخری عمر کے فقرے آپ کے دماغ میں گونج رہے ہوں گے، اب میں ان کلمات کو اپنی بساط کے مطابق ذوقاً محسوس کر رہا ہوں، ''**ترجمان السنة** '' کی تالیف میں درسیات کے علاوہ غیر درسیات سے بھی آشنا ہونے کا اچھا موقع دے دیا، پچھلی دماغ سوزی نے بڑی راہنمائی کی، اور شیخ مرحوم کی نادر عادات نے ان کتابوں کے سمجھنے کا کچھ کچھ سلیقہ بتا دیا، میرے ناقص خیال میں یہ کتاب نہایت نافع ہے، مجھے اپنی عمر میں بعض اشکالات جو ہنوز حل نہ ہوسکے، چونکہ اس کتاب سے مل گئے، اس لیے یہ کتاب میرے زخموں کا مرہم بن گئی۔ علمی خارستان میں سب کو یکساں زخم نہیں لگتے، ہر شخص کا درد مختلف ہوتا ہے اور ہر درد کی دوا بھی مختلف ہے، اگر آپ بھی میرے درد میں شریک ہیں تو اس کتاب کے مطالعہ سے جو کیف میں نے حاصل کیا ہے آپ بھی حاصل کریں گے، مختصر بات صرف ''**وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ الخ**'' کے قبیل سے دراز ہوگئی۔

حرمین شریفین کا قیام، عالم کے عنوان سے نہیں چاہتا، حضرت مولانا شفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فقرہ یاد ہے، فرماتے تھے کہ: ''چالیس (برس) یہاں گزر گئے، اور اکثر لوگ اب تک اس سے بھی ناواقف ہیں کہ میرا شمار زمرۂ علماء میں ہے یا نہیں!'' اور اب تو دورِ فتن ہے۔ تفصیلاً ان شاء اللہ تعالیٰ! پھر عرض کروں گا۔ مولوی مالک سلمہٗ سے سلام مسنون کہہ دیجیے کہ مدت سے ان کا خط نہیں ملا، میں نے اپنے علم کے مطابق ہر خط کا جواب دیا ہے، اگر کسی وجہ سے ان کو نہ ملا ہو تو خطوط اموالِ ربویہ میں سے نہیں ہیں جس میں ایک طرفہ زیادتی ناجائز ہو۔ حاجی محمد صاحب و حاجی ابراہیم میاں صاحب و مہتمم صاحب کو سلام مسنون۔ سب بچوں کو دعا و پیار۔ آپ کی آمد کا انتظار ہے، اس کے متعلق آپ نے کچھ نہ لکھا۔